خاندانی منصوبہ بندی اور تھامس رابرٹ مالتھس کا نظریہ آبادی: قرآن وسنت کی روشنی میں ایک تجزیاتی جائزہ

Family Planning and Thomas Robert Malthus' Theory of Population: An Analytical Study in the Light of the Qur'an and the Sunnah

Abdul Qayyum
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Govt. Graduate College, Chishtian:
qayyum.ctn@gmail.com

Muhammad Zahid Zaheer Iqbal
Lecturer, Department of Hadith, The Islamia University of Bahawalpur:
zahid.zaheer@iub.edu.pk

ABSTRACT

Islam is a religion with complete code of conduct. It covers all the aspects of human life. Man is called a social animal. Societies consist of human beings. Human beings have numerous social issues. Islam provides complete guidelines and solutions for all the issues related to the human life. Modern age is known for its developments as well as its issues. One of the most challenging issues is the increasing population of the world. Different schools of thoughts have their own perspective of views about this issue. One of these well known Philosophers is Robert Malthus. This is an analytical study which reviews the Malthus' theory in Islamic perspective. For this pupose, data is gathered from secondary sources; books, articles and online sources. Malthus is of the view that world is suffering from the challenge of crucially increasing population while the resources to fulfill their needs are very limited. This shortage of resources and increasing population will result starvation. On the other hand, Islam has a different perspective for this issue. Islam guides us in an optimistic way that we should be hopeful for the fulfillment of needs by Allah. Islam discourages the ways for decrease in population with fear of starvations. It prohibits abortions and miscarriages with mentioned intentions. While it

allows the precautionary measures which are timely and with the purpose of rescuing the expected health loss.

Keywords: Family Planning, Population, Robert Malthus, Islam, Modern Perspectives.

تمہید

اسلام دین فطرت ہے اور اس کی تمام تعلیمات انسانیت کی رہنمائی اور ہدایت پر مبنی ہیں۔ اسلامی تعلیمات کا فکری منبع اور سرچشمہ قرآن حکیم اور عملی نمونہ جناب رسول پاک ﷺ کی ذاتِ اقدس ہے۔ سورۃ البقرۃ میں قرآن حکیم کی یہ صفت بیان ہوئی ہے:

"يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا"[1]

" قرآن حکیم کے ذریعے اللہ تعالیٰ کئی لوگوں کو گمراہ کرتا ہے اور کئی لوگوں کو ہدایت دیتا ہے"۔

اس آیت کی تشریح وتائید مسلم شریف کی اس حدیث سے ہوتی ہے:

" عن عمربن الخطاب قال قال رسول اللّٰهِ ﷺ انَّ اللّٰهِ يَرْفَعُ بِهَذَا الْكِتَابِ اَقْوَاماً ويَضَعُ بِهِ آخَرِينَ"۔[2]

"عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مرفوعا مروی ہے کہ قرآن حکیم کی وجہ سے کتنے ہی لوگوں کو اللہ تعالیٰ بلند مرتبہ عطا کرتا ہے اور کتنے ہی لوگوں کو ذلیل وپست کرتا ہے۔"

مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہم قرآن حکیم سے عملی رہنمائی لیتے ہیں اور یہ رہنمائی اسی وقت کارآمد ہوگی جب ہم قرآنی تعلیمات کو رسول اللہ ﷺ کی سنت، اصحابِ پیغمبرؐ اور سلف صالحین کی تعلیمات کی روشنی میں سمجھیں گے ورنہ صرف اپنے علم وعقل کے بل بوتے پر اگر قرآنی احکامات کو سمجھنے کی کوشش کی تو اس سے ضلالت وگمراہی کے دروازے کھلیں گے۔

---

[1] البقرہ، ۲:۲۶

Al-Baqra - 2 : 26

[2] ابوالحسن، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ۱۹۵۶ء، ج۱، ص۲۷۲

قرآنی تعلیمات انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کی اس طرح رہنمائی کرتی ہیں کہ افراط و تفریط سے پاک زندگی بسر ہو سکے۔ فرد کی نجی زندگی سے بین الاقوامی زندگی تک کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جس میں وہ ہمیں روشن راہ نہ دکھاتا ہو، انفرادی اور اجتماعی ہر لحاظ سے قرآنی تعلیمات ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔ انسانی زندگی کے روزمرہ مسائل میں خاندانی منصوبہ بندی کا مسئلہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اس وقت یہ مسئلہ مزید اہمیت اختیار کر گیا جب انگلستان کے مشہور ماہر معاشیات تھامس رابرٹ مالتھس (م1834ء) نے اپنا نظریہ پیش کیا کہ آبادی میں اضافہ ضرب کی صورت میں ہوتا ہے 64, 32, 16, 8, 4, 2,۔۔۔۔ اور وسائل رزق میں اضافہ 6, 5, 4, 3, 2,۔۔۔۔۔ کی نسبت سے ہوتا ہے لہٰذا اگر آبادی پر قابو نہ پایا گیا تو ایک دن ایسا بھی آئے گا کہ زمین پر پاؤں رکھنے کے لئے جگہ نہ ہو گی اور دنیا قحط اور بھوک کا شکار ہو گی[3]۔ یہ ایک انسانی نظریہ ہے جو کہ قرآنی تعلیمات سے بڑی حد تک متصادم ہے۔

قرآنی دلائل

مالک ارض و سماء نے اس کائنات میں انسان اور دوسری تمام مخلوقات کے لیے معیشت کے لامحدود وسائل رکھ دیئے ہیں۔ خدا کے پاس ہر چیز کے غیر متناہی خزانے ہیں البتہ ان خزانوں کا انکشاف متعین اور محدود مقدار میں کرتا ہے۔ اس بابت مختلف سورتوں میں فرامین باری تعالیٰ واضح ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

آیت نمبر ا :"وَالْأَرْضَ مَدَدْنَاهَا وَأَلْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنبَتْنَا فِيهَامِن كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُونٍ. وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ وَمَن لَّسْتُمْ لَهُ بِرَازِقِينَ. وَإِن مِّن شَيْءٍ إِلَّا عِندَنَا خَزَائِنُهُ وَمَا نُنَزِّلُهُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوم"[4]

Abu al Hassan, Muslim Bin Hajjaj, Sahih Muslim, Qadeemi Kutab Khana, Karachi, 1956, Vol:1, P:272

[3] تھامس رابرٹ مالتھس، آبادی کے اصول پر مضمون، جے۔ جونسن، لندن، صفحہ ۲۷، ۱۷۹۸ء

Thomas Robert Malthas, An Essay on the Principle of Population, J. Johnson, London, 1798, P.27

[4] الحجر ۱۵:۱۹۔۲۱

Al-Hajar – 15 : 19-21

"اور ہم نے زمین کو پھیلایا اور اس پر پہاڑ بطور بوجھ رکھ دیئے اور اس میں ہر چیز اندازہ سے اگائی اور اس میں تمہارے لئے معیشت کے اسباب بنائے اور ان کے لئے بھی جن کو تم روزی نہیں دیتے اور ہمارے پاس ہر چیز کے خزانے ہیں اور ہم اسے ایک اندازہ معین پر اتارتے رہتے ہیں۔"

قرآن حکیم کے مطابق جس طرح وہ ایک طرف انسانوں کی تعداد بڑھاتا ہے اسی طرح وہ اپنے خزانہ معاش کا دروازہ بھی کھولتا جاتا ہے اور جس طرح ایک مخصوص تعداد میں کھانے والوں کا اضافہ ہوتا ہے اسی تناسب سے غذا بھی مہیا ہوتی جاتی ہے اور خزانہ معاش بھی اپنا دائرہ وسیع کرتا جاتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

آیت نمبر ۲:" وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُم مِّنْ إِمْلَاقٍ نَّحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ"[5]

"اور اپنی اولاد کو مفلسی کی وجہ سے نہ مارو ہم تمہیں بھی رزق دیتے ہیں اور ان کو بھی اور بے حیائی کے کام کے قریب نہ جاؤ چاہے وہ کھلی بے حیائی ہو یا پوشیدہ۔"

عرب لوگ بعض اوقات مفلسی اور غریبی کی وجہ سے اولاد کو قتل کر دیتے تھے کہ خود ہی کھانے کو نہیں تو اولاد کو کہاں سے کھلائیں گے اسی لئے فرمایا کہ رزق دینے والا تو خدا ہے تم کو بھی اور ان کو بھی۔ یہی ڈر آج کے اس فیملی پلاننگ کے فلسفہ کے پیچھے بھی کارفرما ہے کہ بڑھتی ہوئی آبادی ہمارے وسائل کو ہڑپ کر رہی ہے۔ لہٰذا اس کو کم کیا جائے کہ ہم اچھے معیار کے ساتھ زندگی بسر کر سکیں۔ قتل اولاد ویسے بھی بڑا قبیح فعل ہے مگر اس آیت میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ اگر اس کا محرک مفلسی ہو تو اس کی قباحت مزید بڑھ جاتی ہے کہ انسان نے خود کو انسان کا رازق سمجھ لیا ہے۔

مولانا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں کہ خاندانی منصوبہ بندی کے بارے میں جو غلط فہمی عرب جاہلیت کے سنگدلوں کو لاحق ہوئی تھی اسی غلط فہمی کا شکار موجودہ زمانے کی متمدن حکومتیں ہو رہی ہیں۔ انہیں بھی خدا پر غصہ تھا کہ جب وہ بھرپور روٹی نہیں دے رہا تو اولاد میں کیوں اضافہ کئے جا رہا ہے؟ یہ غصہ وہ اولاد کو قتل کر کے نکالتے

[5] الانعام ۶:۱۵۱

Al- Inam – 6 : 151

تھے۔ موجودہ زمانے کے متمدن انسان کو بھی یہ برہمی ہے کہ جب ہم اپنے ہی معیار زندگی کو مطلوبہ معیار پر نہ پہنچا سکے تو دوسروں کی ذمہ داری کا بوجھ اپنے کندھوں پر کس طرح ڈالیں؟ اس گھبراہٹ میں انہوں نے خاندانی منصوبہ بندی کی اسکیم بناڈالی۔ شکلیں ذرا بدلی ہوئی ہیں نام بھی پیارا سا ڈھونڈ نکالا ہے لیکن فلسفہ دونوں جگہ ایک ہی ہے انہوں نے بھی رازق اپنے آپ کو سمجھا اور یہ بھی رازق اپنے آپ کو سمجھے بیٹھے ہیں، حالانکہ رازق اللہ تعالیٰ ہیں۔

مزید لکھتے ہیں "ایک فرض شناس حکومت کے لیے یہ تو معقول بات ہے کہ وہ اپنے ملک کے وسائل معاش کو ترقی دینے کے لیے بحر و بر کے ایک ایک گوشے کو چھان ڈالے اور اس راہ کے کسی پتھر کو بھی الٹے بغیر نہ چھوڑے اور یہ بات بھی اس کے شرعی فرائض میں سے ہے کہ وہ ملک کے عوام کو زندگی کے ہر شعبے میں آگاہی دے لیکن یہ امر بالکل اس کے دائرہ اختیار اور حدود کار سے باہر ہے کہ وہ منصوبہ بندی کرے کہ اتنی مدت میں ہم اتنا غلہ پیدا کریں گے اور اسی حساب سے اتنے بچوں کو پیدا ہونے دیں گے اور کسی مزید ناخواندہ مہمان نے ہماری روٹی اور بوٹی میں حصہ دار بننے کی کوشش کی تو ہم اپنی سائنسی تدبیروں سے کام لے کر اس کا گلا گھونٹ دیں گے "[6]۔

آیت نمبر ۳: "إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا .وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ نَّحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ"[7]

" آپ کا رب کشادہ کرتا ہے روزی جس کے لیے چاہتا ہے اور تنگ بھی وہی کرتا ہے۔ بلاشبہ وہ اپنے بندوں کی خوب خبر رکھنے والا ہے۔ اور اپنی اولاد کو تنگدستی کے ڈر سے قتل نہ کرو۔ ہم انہیں بھی اور تم کو بھی رزق عنایت کریں گے۔"

ان آیات کی تفسیر کرتے ہوئے علامہ شبیر احمد عثمانی نے یہ حدیث قدسی نقل کی ہے:

---

[6] اصلاحی، امین احسن، تدبر قرآن، فاران فاؤنڈیشن، لاہور، ۲۰۰۲، ج:۳، ص ۲۰۰

Islahi, Amin Ahsan, Tadabar ul Quran, Faran Foundation, Lahore, 2002, Vol.3, P.200

[7] الاسراء ۱۷: ۳۰۔۳۱

Al-Asra – 17 : 30 - 31

"میرے بعض بندے وہ ہیں جن کی درستی حال فقیر رہنے میں ہے اگر میں ان کو غنی کر دیتا تو ان کا دین تباہ ہو جاتا اس کے برعکس بعض بندے وہ ہے جن کو غنی بنایا اگر انہیں فقیر بنا دیا جاتا تو دین پر قائم نہ رہتے"[8]۔

یہ حدیث اس خیال فاسد کو رد کرتی ہے کہ دین پر قائم رہنے کے لیے اور دینی احکامات پر عمل کرنے کے لیے مال و دولت کی فراوانی از بس ضروری ہے ورنہ دینی احکامات پر ٹھیک طرح عمل نہیں ہو سکتا۔ ہمارے اس خیال کی تردید تاریخ انسانی بڑے پرزور طریقے سے کر رہی ہے۔ غربت اگر احکام دین پر عمل کرنے میں مانع ہوتی تو حضرت علی بن ابی طالبؓ، حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت بلالؓ جیسے صحابہ اور اصحاب صفہ آسمان علم و عمل کے آفتاب نہ بنتے۔ اسی طرح اگر محض دولت ہی خدائی احکامات پر عمل پیرائی میں اہم کردار ادا کرنے والی ہوتی تو فرعون، ہامان، نمرود، شداد اور قارون خدائی غضب کا شکار ہونے کے بجائے بلند پایہ انسان ہوتے۔ بقول مولانا حسرت موہانی:

خرد کا نام جنوں رکھ دیا اور جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے۔[9]

آیت نمبر۴:" وَمَا مِن دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا"[10]

"زمین پر چلنے والے ہر جاندار کی روزی اللہ کے ذمہ لازم ہے۔"

اس آیت میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ زمین پر چلنے والا ہر جاندار جسے رزق کی احتیاج ہو اس کو روزی پہنچانا خدا نے اپنے ذمے لیا ہے۔ جس قدر روزی جس کے مقدر میں ہے یقیناً اسے پہنچ کر رہے گی۔ بندہ جو وسائل و اسباب اختیار کرتا ہے وہ روزی تک پہنچنے کے دروازے ہیں۔ اگر آدمی کی نظر مسبب الاسباب پر ہو تو یہ اسلامی تعلیمات کے

---

[8] عثمانی، شبیر احمد، مولانا، تفسیر عثمانی، تاج کمپنی لمیٹڈ، لاہور، ص ۳۷۸
Usmani, Shabir Ahmad, Mualana, Tafseer Usmani, Taj Company Limited, Lahore, P.378

[9] موہانی، حسرت، مولانا کلیات حسرت، شیخ غلام محمد اینڈ سنز، لاہور، ۱۹۷۸ء، ص ۱۸۰
Mohani, Hasrat, Mualana Kuliyat Hasrat, Sheikh Ghulam Muhammad and Sanz, Lahore, 1978, P. 180

[10] ھود ۱۱:۶
Hud - 11 :6

عین مطابق ہے اور اگر مسبب الاسباب کو بھلا کر صرف اسباب پر ہی نظر رکھی جائے تو یہ اسلامی تعلیمات کے منافی ہے۔ آج خاندانی منصوبہ بندی کے فلسفہ میں سارا زور اپنی عقل و کوشش پر ہی ہے اور یہ خدا کی قدرت اور اس کے وعدے پر ناقص یقین کی وجہ سے ہے۔ درج بالا آیات کی روشنی میں دیکھا جائے تو مالتھس کا نظریہ بے بنیاد معلوم ہوتا ہے۔

ضبط تولید احادیث کی روشنی میں

قرآن مجید کے بعد حدیث شریعت اسلامیہ کا دوسرا ماخذ ہے اور حضرت محمد ﷺ کی سیرت مقدسہ اپنی ظاہری و باطنی وسعتوں اور پنہائیوں کے لحاظ سے ایک عالمگیر دستورِ حیات ہے۔ ذیل میں آپ ﷺ کے اقوال مبارکہ اور سیرت طیبہ کی روشنی میں خاندانی منصوبہ بندی کے حوالے سے رہنمائی حاصل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس بابت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث صریحا اس عمل کی نفی کرتی نظر آتی ہے:

"عَنْ عبدالله اِبْنِ مَسْعُودٍ رضى الله عنه - قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اَللَّهِ صلى الله عليه وسلم -أَيُّ اَلذَّنْبِ أَعْظَمُ؟ قَالَ: أَنْ تَجْعَلَ لِلَّهِ نِدًّا, وَهُوَ خَلَقَكَ. قُلْتُ ثُمَّ أَيُّ؟ قَالَ: ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ أَنْ يَأْكُلَ مَعَكَ"۔[11]

"حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا سب سے بڑا گناہ کون سا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا حالانکہ اس نے تم کو پیدا کیا ہے میں نے پوچھا پھر کون سا؟ تو فرمایا کہ تو اپنی اولاد کو اس خوف سے قتل کرے کہ وہ تیرے ساتھ کھانے میں شریک ہو گی۔"

اس حدیث میں شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ یہ قرار دیا گیا ہے کہ آدمی معاشی پریشانی کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل کر دے۔ دوسری حدیث حضرت معقل بن یسارؓ سے مروی ہے:

---

[11] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب التفسیر، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ۱۹۶۱ء، ج۲، ص۷۰۱

Al-Bukhari, Muhammad Bin Ismail, Al-Jamia al-Sahih, Kitab ul Tafsser, Qadeemi Kutab Khana, Karachi, 1961, Vol.2, P.701

"جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ إِنِّي أَصَبْتُ امْرَأَةً ذَاتَ حَسَبٍ وَجَمَالٍ وَإِنَّهَا لاَ تَلِدُ أَفَأَتَزَوَّجُهَا قَالَ "لاَ" ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَنَهَاهُ ثُمَّ أَتَاهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ "تَزَوَّجُوا الْوَدُودَ الْوَلُودَ فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الأُمَمَ"[12]

"حضرت معقل بن یسارؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حضور ﷺ کے پاس آیا اور پوچھنے لگا کہ مجھے اعلیٰ خاندان کی خوبصورت عورت کا رشتہ مل رہا ہے مگر وہ اولاد پیدا کرنے کے قابل نہیں کیا میں اس سے نکاح کر لوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں وہ پھر آیا۔ آپ ﷺ نے پھر نفی میں جواب دیا وہ تیسری مرتبہ پھر اجازت کے لیے آیا تو آپؐ نے فرمایا، کہ تم لوگ زیادہ بچے جننے والی عورتوں سے شادی کرو میں تمہاری کثرت کی وجہ سے دوسری امتوں پر فخر کروں گا۔"

اسی مفہوم کی ایک اور حدیث ان الفاظ سے مذکور ہے:

"تَنَاكَحُوا تَنَاسَلُوا تَكْثُرُوا فَإِنِّي أُبَاهِي بِكُمُ الْأُمَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ"[13]

"تم لوگ نکاح کرو اور زیادہ بچے پیدا کرو کہ میں تمہاری کثرت کی وجہ سے قیامت کے دن دوسری امتوں پر فخر کروں گا۔"

عزل کے بارے میں احادیث

مذکورہ بالا احادیث میں صریحاً ضبط تولید کی مذمت موجود ہے۔ لیکن املاک کے خوف کی بجائے اگر مناسب ضروری وقفہ اور وقتی مصالح کے تحت دیگر احتیاطی تدابیر اختیار کی جائیں تو اس کی گنجائش موجود ہے۔ ان احتیاطی تدابیر میں سے ایک عزل ہے۔ عزل کے بارے میں دونوں قسم کی احادیث ملتی ہیں۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے:

---

[12] الخطیب، ولی الدین، محمد عبد اللہ، مشکوۃ المصابیح، کتاب النکاح، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ج ۲، ص ۲۶۷

Al-Khateeb, Wali u din, Muhammad Abdullah, Mishkat al masabih, Kitab u Nikah, Qadeemi Kutab Khana, Karachi, Vol.2, P.267

[13] ابن ھمام، کمال الدین، محمد بن عبد الواحد، فتح القدیر، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، ج ۲، ص ۳۴۲

Ibn Hamam, Kamal u Din, Muhammad Bin Abdul Wahid, Fatah al Qadeer, Maktaba Rasheedia, Quetta, Vol.2, P.342

"كنا نعزل على عهد النبي صلى الله عليه وسلم والقرآن ينزل" [14]

"ہم نبی ﷺ کے دور میں عزل کرتے تھے حالانکہ قرآن کے نزول کا سلسلہ جاری تھا۔"

اس روایت کی وضاحت روایت کے راوی سفیان بن عیینہ اس طرح کرتے ہیں کہ:

"اگر یہ کوئی ایسی چیز ہوتی جس سے منع کیا جانا ضروری ہوتا تو قرآن کریم ضرور ہم کو منع کر دیتا۔"[15]

حضرت جابرؓ کی دوسری روایت میں اس مسئلہ کی مزید وضاحت اس کے غیر ممنوع قرار دیے جانے کی صورت میں موجود ہے:

"كنا نعزل على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم، فبلغ ذلك نبي الله صلى الله عليه وسلم، فلم ينهنا" [16]

"ہم رسول خدا ﷺ کے زمانے میں عزل کرتے تھے تو یہ بات نبی کریم ﷺ تک پہنچی لیکن آپ ﷺ نے ہمیں منع نہیں فرمایا۔"

عزل کی بابت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت بھی موجود ہے جس میں عزل کو واد خفی قرار دیا گیا ہے:

"قالت عائِشه عن جزامه بنت وهب اخت عكاشه قالت جئت الى رسول اللهﷺ فى اناس فساء لوه عن العزل فقال رسول اللهﷺ ذالک الواد الخفى وهدى اذا ا لمؤده سئلت"[17]

---

[14] ابو الحسن، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، باب حکم العزل، ج۱، ص۴۶۵

Abu al Hassan, Muslim Bin Hajjaj, Sahih Muslim, Baab Hukam Al azal, Jild 1, P. 465

[15] قاسمی، مجاہد الاسلام، مولانا، جدید فقہی مباحث، ادارۃ القرآن العلوم الاسلامیہ، کراچی، ص۲۵۷

Qasmi, Mujahid al Islam, Maulana, Jadeed Faqhi Mubahis, Idara tul Quran Al uloom u-islamia, Karachi, P.257

[16] ابو الحسن، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، باب حکم العزل، ج۱، ص۴۶۵

Abu al Hassan, Muslim Bin Hajjaj, Sahih Muslim, Baab Hukam al azal, Vol.1, P. 465

[17] ایضاً، ص۴۶۶

Ibid, P. 466

"حضرت جزامہ بنت وہبؓ اخت عکاشہؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چند آدمیوں کے ساتھ حاضر ہوئی تو لوگوں نے عزل کے بارہ میں سوال کیا آپ ﷺ نے فرمایا یہ زندہ در گور کرنا ہے اور یہ آیت تلاوت فرمائی جب زندہ در گور بچی سے سوال کیا جائے گا کہ وہ کس گناہ کی پاداش میں قتل کی گئی۔"

ایک دوسری حدیث اس بابت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ جس میں عزل سے سختی سے منع تو نہیں کیا گیا۔ البتہ اسے تقدیر کے سامنے غیر موثر قرار دیا گیا ہے:

"عن ابی سعید الخدری قال سئل النبیﷺ عن العزل فقال لا علیکم ان تفعلوا ذاکم فانما هوالقدر"۔[18]

"حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ سے عزل کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا کیا نقصان ہے اگر تم ایسا نہ کرو، اصل چیز قضاء وقدر کا فیصلہ ہے۔"

صحیح مسلم شریف میں اس حدیث کے راوی محمد بن سیرین کا قول نقل کیا گیا ہے:

"وقوله لا علیکم اقرب الی النهیٰ"[19]

"حضور ﷺ کا یہ فرمانا کہ تمہارا کیا نقصان ہے اگر ایسا نہ کرو ممانعت کے زیادہ قریب ہے۔"

فقہاء کی آراء

امام مالکؒ کے نزدیک آزاد عورت سے اس کی اجازت کے بغیر عزل جائز نہیں اور لونڈی سے بغیر اجازت کیا جا سکتا ہے[20]۔ امام ابو حنیفہؒ اور امام احمدؒ کا بھی آزاد عورت کے بارے میں یہی قول ہے اور لونڈی کے بارے میں

---

[18] ایضاً، ص ۴۶۵

Ibid, P. 465

[19] ایضاً، ص ۴۶۵

Ibid, P. 465

[20] مالک بن انس، موطا امام مالک، باب العزل، ج ۱، ص ۵۳۲، مکتبہ نور محمد کراچی

Maalik Bin Anas, Muata Imam Maalik, Baab al azal, Maktaba Noor Muhammad, Karachi, Vol.1, P.532

اس کے آقا سے اجازت لی جائے گی[21]۔ امام شافعیؒ لونڈی سے مطلقاً عزل کے جواز کے قائل ہیں اور آزاد عورت کی مرضی سے جواز کے قائل ہیں[22]۔ ابن حزم اندلسیؒ نے دونوں روایتوں کو جواز عزل اور حرمت عزل کو درست تسلیم کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ پہلے اجازت تھی جو کہ بعد میں منسوخ کر دی گئی[23]۔

جدید مانع حمل طریقے اور ان پر بحث

اس وقت ہمارے ملک میں جو مانع حمل طریقے اختیار کیے جاتے ہیں ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

مستقل تدبیریں

ضبط ولادت کی جو تدبیریں دائمی اور مستقل نوعیت کی اب تک معروف ہیں وہ درج ذیل ہیں:

نس بندی

اس طریقہ میں بارآور کرنے والی دونوں نسوں کو دونوں جانب سے یا کسی جانب سے کاٹ کر باندھ دیا جاتا ہے تاکہ مادہ منویہ کا افراز اور انزال ختم ہو جائے اس سے افزائش نسل ہمیشہ کے لیے رک جاتی ہے۔

گرہ بندی

اس طریقہ میں بار آور کرنے والی نس کو کاٹے بغیر اس طرح باندھا جاتا ہے کہ مادہ منویہ کا افراز رک جاتا ہے بوقت ضرورت گرہ کھول کر دوبارہ افزائش نسل کے قابل ہوا جا سکتا ہے۔

تقطیع رحم

---

[21] مالک بن انس، موطا امام مالک، حاشیہ نمبر ا از مولانا اشفاق الرحمن کاندھلوی، باب العزل، مکتبہ نور محمد کراچی، ج ا، ص ۵۳۲

Maalik Bin Anas, Muata Imam Maalik, Hasheea Number az Mualana Ashfaq ul Rehman Kandhalvi, Baab al azal, Maktaba Noor Muhammad, Karachi, Vol.1, P.532

[22] عینی، علامہ، بدرالدین، ابو محمد محمود بن احمد، عمدۃ القاری، شرح صحیح بخاری، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، ج ۲، ص ۲۷۶

Aaini, Allama Badar u din, Abu Muhammad Mahmood bin Ahmad, Umdatul Qari, Sharah Sahih Bukhari, Maktaba Rasheedia, Quetta, Vol.2, P.276

[23] اندلسی، ابن حزم علی بن احمد، المحلیٰ، احکام العزل، ادارۃ الطباعۃ المنیریہ، مصر، ج ا، ص ۷۱

Undlasi, Ibn Hazam Ali bin Ahmad, Al Mohallah, Ahkam al Azal, Idara Al-Tbaa-at al-muneeria, Egypt, Vol.1, P.71

اس طریقہ میں عورت کی بیضہ دانی (رحم) کو کاٹ کر شکم سے باہر نکال دیا جاتا ہے تاکہ بارآور نہ ہو سکے اس سے عورت ہمیشہ کے لیے بانجھ ہو جاتی ہے۔

یہ تینوں طریقے عمل جراحی (آپریشن) کے ذریعے عمل میں لائے جاتے ہیں شرعی نقطہ نظر سے پہلے دونوں طریقے بالکلیہ ناجائز ہیں۔ حضور ﷺ صحابہ کرامؓ اور فقہاؒ کے زمانہ میں کوئی آپریشن کا سلسلہ تو نہیں تھا لیکن زمانہ جاہلیت میں اس سے ملتی جلتی شکل "اختصاء" کی صورت میں نظر آتی ہیں۔ "اختصاء" کا مطلب یہ ہے کہ فوطوں کی وہ گولیاں نکال دی جائیں جو جنسی صلاحیت اور جنسی خواہشات کا اصل سرچشمہ ہیں۔ خود آنحضور ﷺ سے بعض صحابہؓ نے اس کی اجازت چاہی تاکہ دنیا سے کنارہ کش ہو کر زیادہ سے زیادہ اللہ کی عبادت کر سکیں مگر آپ ﷺ نے سختی سے منع فرمایا[24]۔ تمام فقہاء کا اس کے حرام ہونے پر اتفاق ہے حتیٰ کہ اگر کسی نے کسی کو خصی کر دیا تو اس پر تاوان واجب ہو گا۔ صاحب ہدایہؒ نے لکھا ہے:

" و من ضرب صلب غيره فانقطع ماوه يجب الدية لتفوعت جنس المنفعه" [25]

"کوئی شخص کسی کی ریڑھ کی ہڈی پر مارے جس سے اس کا مادہ تولید ختم ہو جائے تو اس پر دیت واجب ہو گی کیونکہ اس سے منفعت کی ایک قسم (اولاد کا حصول) ختم ہو گئی۔"

تیسرا طریقہ (بیضہ دانی کو نکالنا) استثنائی صورت میں جائز ہے جبکہ عورت کے رحم میں ایسا مرض ہو کہ نکالے بغیر علاج ممکن نہ ہو اور اس کے چھوڑنے سے پورا جسم متاثر ہونے کا خطرہ ہو تو اضطرار پر مبنی کیفیت کی بناء پر جائز ہے۔

عارضی تدابیر

۱۔ کنڈوم ۲۔ مانع حمل ادویات ۳۔ عزل ۴۔ اسقاط

---

[24] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب النکاح، ج ۲، ص ۷۵۹

Al-Bukhari, Muhammad Bin Ismail, Al-Jamia al-Sahih, Kitab ul Nikah, Jild 2, P. 759

[25] المرغنیانی، برہان الدین علی بن ابی بکر، الہدایہ، مکتبہ شرکت علمیہ، ملتان، ج ۴، ص ۵۸۹،

Al-Murghniani, Burhan u din ali bin abi bakar, Al-hidaya, Maktaba Shirkat ilmia, Multan, Vol.4, P.589

مندرجہ بالا تدابیر میں اسقاط کے علاوہ باقی تدابیر عزل پر قیاس کرتے ہوئے کچھ اصول و قواعد کی بناء پر جائز قرار دی جاسکتی ہیں۔

عارضی مانع حمل تدابیر (جواز کی صورتیں)

۱۔ دوبچوں کے درمیان مناسب وقفہ کے لیے تاکہ بچے کو ماں کی پوری نگہداشت مل سکے۔ اس سلسلے میں حضرت اسماء بنت یزید کی روایت ہماری رہنمائی کرتی ہے:

"عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ سِرًّا فَإِنَّ الْغَيْلِ يُدْرِكُ الْفَارِسَ فَيُدَعْثِرُهُ عَنْ ظَهْرِ فَرَسِهِ"[26]

"حضرت اسماء بنت یزید سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا کہ تم اپنی اولاد کو پوشیدہ طور پر قتل نہ کرو کیوں کہ غیل سوار پر اثر انداز ہوتا ہے اور اس کو گھوڑے سے گرا دیتا ہے۔"

۲۔ بچے کی پیدائش ماں کی صحت کے لیے خطرناک ہو۔

۳۔ بچے کے بارے میں یہ خطرہ ظن غالب کے درجے میں ہو کہ وہ کسی موروثی بیماری میں مبتلا ہو گا۔

اسقاط حمل

خاندانی منصوبہ بندی میں سب سے پیچیدہ شکل اسقاط حمل ہے۔ رحم مادر میں ایک نطفہ قرار پا جانے کے بعد اس کی نوعیت مختلف ہوتی ہے۔ اب مرد و زن کے علاوہ ایک تیسری جان کا مسئلہ درپیش ہے۔ اس لیے یہاں شریعت پابندی لگا دیتی ہے کہ اب اسے اسقاط نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ ایک طرح سے قتل اولاد کے مترادف ہے۔ اس مسئلہ پر غور کرنے کے لیے ہمیں اس کی دو حالتوں کو سامنے رکھنا ہے ایک صورت یہ ہے کہ اسقاط نفخ روح کے بعد ہو اور دوسری صورت یہ ہے کہ اسقاط نفخ روح سے پہلے ہو۔

نفخ روح کے بعد اسقاط حمل

---

[26] ابی داؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، باب الغیل، مکتبہ امدادیہ ملتان، ج ۲، ص ۱۸۶،

Abi Daud, Suleman bin Ashas, Sunan Abi Daud, Baab Alghail, Maktaba Imdadia, Multan, Vol.2, P.186

حدیث کے مطابق استقرار حمل کے چار ماہ بعد حمل میں جان پیدا ہوتی ہے اور علم الجنین کے ماہرین بھی اس بات کی تائید کرتے ہیں۔ روح پیدا ہونے کے بعد اسقاط حمل بالاجماع حرام ہے۔ علامہ شامی لکھتے ہیں:

"و لم یکن ذالک الا بعد مائة و عشرین یوما"[27]

"اور یہ (اسقاط) ایک سو بیس دن گزرنے کے بعد جائز نہیں۔"

احمد علیش مالکی لکھتے ہیں:

"والتسبب فی اسقاطه بعد نفخ الروح فیه محرم اجماعا وهومن قتل النفس"[28]

"نفخ روح کے بعد اسقاط بالاجماع حرام ہے اور یہ ایک جان قتل کرنے کی طرح ہے۔"

نفخ روح سے قبل اسقاط حمل

نفخ روح سے قبل بھی اسقاط کراہت سے خالی نہیں۔ علامہ شامی لکھتے ہیں:

"اعضاء کے ظہور سے قبل بھی اسقاط مکروہ ہے۔"[29]

اس کی تائید قاضی ثناء اللہ پانی پتی کے فرمان سے بھی ہوتی ہے:

"جس نے کسی حاملہ عورت کے پیٹ پر مارا اور حمل ساقط ہو گیا تو چاہے اس کی تخلیق پوری ہو گئی ہے یا ابھی پوری نہ ہو سکی ہو بالاجماع غرہ، (ایک غلام یا باندی کا دینا) واجب ہو گا اس لیے کہ اس سے ایک کامل انسان کی تخلیق متوقع تھی۔"[30]

---

[27] شامی ابن عابدین، محمد امین، رد مختار علی در مختار، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، ۱۹۸۰ء، ص ۳۸۱

Shami Ibn Abidain, Muhammad Amin, Rad e Mukhtar Ala Dur e Mukhtar, H.M. Saeed Company, Karachi, 1980, P.381

[28] قاسمی، مجاہد الاسلام، جدید فقہی مباحث، ادارۃ القرآن والعلوم اسلامیہ، کراچی، ص ۳۰۶

Qasmi, Mujahad ul Islam, Jadeed Faqhi Mabahas, Idaratul Quran wa-al-Uloom Islamia, Karachi, P.306

[29] شامی، محمد امین، رد مختار علی در مختار، ج ۲، ص ۵۵۲

Shami, Muhammad Amin, Rad e Mukhtar Ala Dur e Mukhtar, Vol.2, P. 552

[30] پانی پتی، قاضی ثناء اللہ، تفسیر مظہری، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، ۱۹۸۰ء، ج ۱۰، ص ۲۰۶،

Pani patti, Qazi Sana ullah, Tafseer Mazhari, H.M. Saeed Company, Karachi,1980, Vol.10, P.206

علامہ قاضی خاںؒ فرماتے ہیں کہ:

"اسقاط حمل اگر زندگی پیدا ہونے کے بعد ہو تو ظاہر ہے اس کی حرمت میں کوئی کلام ہو ہی نہیں سکتا لیکن اگر زندگی کے ظہور سے پہلے ہی اسقاط ہو تو تب بھی جائز نہیں ہو گا اس لیے کہ جب تک روح نہ پیدا ہو جائے۔ حمل کو عورت ہی کا ایک جزو اور بدن کا حصہ تصور کیا جائے گا اور جس طرح کسی کا قتل درست نہیں اسی طرح اپنے جسم کے کسی حصہ کو بھی کاٹ پھینکنا حرام ہے[31]۔"

حالت اضطرار کا حکم

عذر کی حالت میں اس حمل کے اسقاط کی اجازت موجود ہے مثلاً فتاوی عالمگیری میں ہے:

"دودھ پلانے والی عورت حاملہ ہو جائے اور اس کا دودھ بند ہو جائے، باپ، بچے کے دودھ کا اوپری خرچ برداشت نہ کر سکے تو جب تک حمل میں جان نہیں پڑتی اسقاط حمل جائز ہو گا۔"[32]

اسی طرح اگر عورت کی جان کو خطرہ ہو تو بھی بلا کراہت اسقاط جائز ہے۔

حمل بالزنا کا اسقاط

حمل اگرچہ زنا سے ہو حمل محترم ہے کیونکہ اس میں خود اس کا کوئی قصور نہیں۔ اس وجہ سے حضور ﷺ نے حضرت غامدیہ کو چار بار اقرار زنا کے بعد بھی فوری سنگسار نہیں کیا۔ بلکہ اس کا حمل ظاہر ہوا پھر اس کے وضع کا انتظار کیا گیا اور مدت رضاعت تک انتظار کیا گیا حتیٰ کہ جب بچہ کھانے کے قابل ہو گیا تو اس عورت پر حد جاری کی گئی۔ اسی وجہ سے صاحب ہدایہ نے لکھا ہے کہ حمل بالزنا کا اسقاط بھی جائز نہیں۔

"وهذا الحمل محترم لا نه لا جناية منه و لهذا لم يجز اسقاطه"[33]

---

[31] رحمانی، خالد سیف اللہ، مولانا، جدید فقہی مسائل، مکتبہ اسلامی، راولپنڈی، ج ا، ص ۱۸۹

Rehmani, Khalid Saifullah, Maulana, Jadeed Faqhi Masail, Maktaba Islami, Karachi, Vol.1, P.189

[32] سید، امیر علی، مولانا، فتاوی عالمگیری، دارالاشاعت، کراچی، ۱۹۸۹ء، ج ۴، ص ۱۱۲

Syed, Ameer Ali, Mualana, Fatawah Alamgeeri, Dar ul Ishaat, Karachi, 1989, Vol.4, P.112

"اور یہ حمل محترم ہے کہ اس کی جانب سے کوئی جنایت نہیں پائی گئی اسی وجہ سے اس کا اسقاط جائز نہیں۔"

لیکن چونکہ اس زمانہ میں زنا کی کثرت ہے اگر اسقاط کی اجازت نہیں دیتے تو بہت سی لڑکیاں ازدواجی زندگی سے محروم رہ کر مزید فساد پیدا کریں گی اس لیے اس مسئلہ پر اجتہاد کے بعد ہدایہ کے حاشیہ پر مولانا عبدالحئ لکھنوی نے لکھا ہے:

"اما فی زماننا یجوز وان استبان الخلق و علیه الفتوی"۔[34]

"بہر حال ہمارے زمانے میں اسقاط جائز ہے اگرچہ خلقت کا ظہور ہو جائے اور اسی پر فتویٰ ہے۔"

زنا بالجبر

ہدایہ اور اس کے حاشیہ کی روشنی میں ہمارے خیال میں اگر حمل زنا بالجبر کے نتیجہ میں ہوا اور اس پر ایک سو بیس دن نہ گزرے ہوں تو چونکہ اس میں عورت کا کوئی قصور نہیں لہٰذا اسقاط کی صورت میں وہ گناہ گار نہ ہو گی۔ تاہم اگر ایک سو بیس دن کا عرصہ گزر جائے یا حمل زنا بالرضا کی صورت میں ہو تو اقرب الی السنہ یہی ہے کہ اسقاط کی اجازت نہ دی جائے۔ اس پر حضرت غامدیہؓ کا واقعہ بڑی دلیل ہے۔

خلاصہ بحث

مندرجہ بالا تحقیق کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ خاندانی منصوبہ بندی کو کلی طور پر جائز یا ناجائز نہیں کہا جاسکتا۔ یہ ایک انفرادی معاملہ ہے ہر شخص کے ذاتی حالات کو دیکھ کر اس کا فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔ ضرورت شرعی کے وقت خاندانی منصوبہ بندی جائز ہے۔ اس میں کوئی قباحت نہیں لیکن اس کو ایک تحریک کی شکل دینا اور اس طرح پیش کرنا کہ ہر چیز خاندانی منصوبہ بندی کا اشتہار بن جائے اور خاندانی منصوبہ بندی کے آلات مارکیٹ میں اس قدر

---

[33] المرغینانی، علی بن ابی بکر، الہدایہ، کتاب النکاح، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، ج ۲، ص ۳۱۲،

Al-Murghniani, Burhan u din Ali bin Abi Bakar, Al-hidaya, Kitab u Nikah, Maktaba Rehmania, Lahore, Vol.2, P.312

[34] ایضاً

Ibid.

عام کر دینا کہ جسے شادی شدہ کم اور غیر شادی شدہ زیادہ خریدتے ہوں جس سے بے حیائی کا دروازہ کھلتا ہے یہ درست نہیں ہے۔

دوسرے ہمیں اس تحریک پر زور دینے کی بجائے اپنے وسائل تلاش معاش پر خرچ کرنے چاہییں جس کا اللہ نے ہمیں حکم دیا ہے اور جو مشرق سے مغرب تک اور زمین کے اندر اور باہر پھیلے ہوئے ہیں اور پھر ان کو حاصل کرنے کے بعد انصاف سے خرچ کریں تو یہ بات اسلامی تعلیمات کے زیادہ قریب ہے۔